DOI: https://doi.org/10.52015/albasirah.v11i01.30

Al-Basirah البَصِيْرَة

Volume 11, Issue 01, (June 2022)

https://albasirah.numl.edu.pk/ eISSN: 2222-4548, pISSN: 2520-7334

مولانا عبید اللہ سندھیؒ کے تفسیری منہج کا تجزیاتی مطالعہ

An Analytical Study of Exegetical Method of Molānā Obaidullāh Sindhī

Shabana Kaleem [1], Dr. Junaid Akbar [2]

[1] PhD Scholar, Department of Islamic and Religious Studies, The University of Haripur. shabanaabbasi2000@gmail.com

[2] Associate Professor, Department of Islamic and Religious Studies, The University of Haripur. junaid8181@gmail.com

Received: April 09, 2022 | Revised: June 22, 2022 | Accepted: June 25, 2022 | Available Online: June 30, 2022

ABSTRACT

Maulānā Obaid Ullāh Sindhī has rendered valuable services in the interpretation of Holy Qur'ān. In the light of his knowledge and experience, he imparted Qur'ānic lessons to his students which are diligently compiled by his students. Maulana Obaid Ullāh Sindhī introduced a new style in the field of exegesis, Unlike other interpretations, Molānā Sindhī's interpretations discussed the political, economic, social and revolutionary movement for social development and survival of human rights, His exegesis also argued with the books of Shāh Waliullāh, sayings of philosophers, teachings of other heavenly religions and their religious literatures and with the exegesis of other interpreters. Maulānā Obaid Ullāh Sindhā's interpretations are mostly based on the axis of collectivism and revolution. He mostly explained these ideologies in his interpretations. That's why Molānā Obaid Ullāh Sindhī's style of interpretation is very different from the traditional style of interpretations.

Keywords: Exegesis of Qur'an, Exegesis' Principles, Exegesis in sub-continent, Methods in the Interpretation, Style of Maulānā Sindhī

Funding: This research received no specific grant from any funding agency in the public, commercial, or not-for-profit sectors.

Correspondence Author: Muhammad.abubakar@aiou.edu.pk

1۔موضوع کا مختصر تعارف

مولانا عبید اللہ سندھیؒ(1876ء) دارالعلوم دیوبند کی مایہ ناز شخصیت ہیں، علمی میدان میں انہوں نے بیش بہا خدمات سرانجام دیں،ان خدمات میں ان کی تفسیری خدمات اور اسلوب تفاسیر ایک منفرد حیثیت کی حامل ہیں۔آپؒ نے باقاعدہ تفسیر مرتب نہیں کی بلکہ آپ نے اپنے تلامذہ کو مکہ مکرمہ میں (1926)اور وطن واپس آنے کے بعد(1939)میں تفسیری دروس دیئے جنہیں ان طلبہ نے کتابی شکل دی۔[1] یہ کتب آپ کے منہج تفسیر کا اصل مصدر اور ماخذ شمار ہوتی ہیں۔

مولانا سندھیؒ فکر شاہ ولی اللہ کے شارح ہیں اور انہوں نے اس بات کا اعتراف اپنی تفسیر میں بھی کیا ہے۔چنانچہ مختلف ممالک کا سفر کرنے کے بعد حجاز مقدس میں تمام سیاسی سرگرمیوں سے کنارہ کش ہو کر قرآن کریم اور شاہ ولی اللہؒ کی

1۔مولانا عبید اللہ سندھی،ذاتی ڈائری،ادبستان،لاہور،1946ء ص10

Al Baṣīrah, Department of Islamic Studies, NUML, Islamabad. https://albasirah.numl.edu.pk/

This work is licensed under a Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0)

کتب کا مطالعہ شروع کیا۔ اسی مطالعے کی بنیاد پر انہوں نے اپنے تلامذہ کو قرآن کریم کی تعلیم دی۔[1] حجاز میں دوران قیام اور وطن واپسی کے بعد بھی مولانا سندھیؒ نے اپنے تفسیری دروس املاء کرائے۔ جنہیں آپ کے تلامذہ نے بڑی جانفشانی سے مرتب کیا۔ مرتبین میں مولانا موسیٰ جار اللہؒ[2]، مولانا عبد اللہ لغاریؒ[3]، مولانا محمد مدنیؒ[4] اور بشیر احمد لدھیانویؒ[5] شامل ہیں۔ آپؒ کی تفسیری میدان میں یہ خدمات نہایت اہمیت کی حامل ہیں، اس مضمون میں آپؒ کے درج بالا مشہور تلامذہ کی مرتب کردہ تفاسیر (1) القاء المنان فی تفسیر القرآن، (2) الھام الرحمان، (3) قرآنی شعور انقلاب، اور (4) المقام المحمود کے منہج پر بحث کی گئی ہے۔

2۔ بنیادی سوالات

اس تحقیق میں تحقیقی بنیادی طور پر درج ذیل سوالات کے جواب تلاش کرنے کی کوشش کی جائے گی۔

1۔ مولانا عبید اللہ سندھیؒ نے اپنی مشہور تفاسیر میں کیا منہج اپنایا؟

2۔ مولانا عبید اللہ سندھیؒ کی تفسیر کا محور کیا ہے؟

3۔ نیز آپؒ کا اسلوب تفسیر دیگر مفسرین سے کسطرح ممتاز ہے؟

3۔ سابقہ تحقیقی کام کا جائزہ

آپؒ کی کاوشوں کو مختلف تحقیقات میں حصہ بنایا گیا ہے۔ ان میں حبیب اللہ قاضی چترالی نے مقالہ "بر صغیر میں

1۔ مولانا عبید اللہ سندھی، ذاتی ڈائری، ادبستان، لاہور، 1946ء، ص36

2۔ مولانا موسیٰ جار اللہ 1875ء کو روس کے شہر Novo Cherkassk میں پیدا ہوئے، تعلیم و تربیت کے لئے مختلف ملکوں کا سفر کیا، جن میں وسطی ایشیا، ثمر قند، بخارا کے سفر کیے، حج کی غرض سے مکہ مکرمہ میں دوران قیام تاریخ قرآن کریم کا دو سال مسلسل مطالعہ کیا، روسی مسلمانوں کے لئے آزادی کی تحریک (1905ء) کے علاوہ آپؒ کی تصنیفی خدمات بھی ہیں۔ لینن گراڈ (روسی شہر) میں مولانا سندھیؒ سے ملاقات ہوئی اور ان سے موسیٰ جار اللہ نے کتب شاہ ولی اللہ کا مطالعہ کیا اور فلسفہ شاہ ولی اللہ کی روشنی میں قرآن پڑھا۔ 29 اکتوبر 1949ء کو مصر میں آپؒ کا انتقال ہوا۔ Elmira Akhmetova, Musa JarullahBigiev(1875-1949):Political Thought of a Tatar Muslim Scholar, Intellectual Discourse, 2008, vol16, No1, 54, 55.
1937ء مکہ میں قیام کے دوران مولانا سندھیؒ سے کتب شاہ ولی اللہؒ کی اہم کتب کے ساتھ ساتھ قرآن کریم کی تفسیر پڑھی اور عربی میں قلمبند کیے۔ (ڈاکٹر ابو سلمان شاہ جہان پوری، امام انقلاب مولانا عبید اللہ سندھیؒ کی حیات و خدمات، سندھ ساگر اکادمی، لاہور، ط دوم، 2016ء، ص246)

3۔ مولانا عبد اللہ لغاری 1871ء میں داد لغاری ماتھیلا میر پور (سندھ) میں پیدا ہوئے۔ امروٹ میں مولانا سندھیؒ سے ملاقات ہوئی۔ 1926ء میں جب مولانا سندھیؒ مکہ مکرمہ تشریف لائے تو وہاں سندھیؒ کی پیش کردہ تقاریر جو کہ تفسیر القرآن سے متعلق تھیں مولانا عبد اللہ لغاری نے انہیں قلمبند کیا۔ 17 ستمبر 1958ء کو سانگھڑ میں انتقال ہوا۔ (مولانا عبید اللہ سندھی، تفسیر المقام المحمود، مکی دار الکتب لاہور، دسمبر 2004ء، ص11

4۔ مولانا محمد مدنیؒ 1984ء میں حیدر آباد (سندھ) کی تحصیل ہالا میں پیدا ہوئے۔ قرآن کریم کا درس مولانا عبید اللہ سندھیؒ سے حاصل کیا۔ مولانا سندھیؒ کی امالی کو حجاز میں دوران قیام تفسیر القاء المنان کے نام سے سندھی زبان مرتب کیا۔ دسمبر 1978ء کو کراچی میں انتقال ہوا۔ (ڈاکٹر ابو سلمان شاہ جہان پوری، امام انقلاب مولانا عبید اللہ سندھیؒ کی حیات و خدمات، سندھ ساگر اکادمی، لاہور، ط دوم، 2016، ص281

5۔ مولانا بشیر احمد لدھیانوی 28 جنوری 1899ء کو پنجاب کے مشہور شہر لدھیانہ میں پیدا ہوئے۔ 1940 سے 1944ء تک قرآن کریم سے متعلق مولانا سندھیؒ کی تقاریر کو قلمبند کیا۔ 17 جنوری 1974ء کو آپ کا انتقال ہوا۔ (وسیم اعجاز، ماہنامہ رحیمیہ، لاہور، جنوری 2021، ج13، شمارہ 1، ص10)

OPEN ACCESS Al Baṣīrah, Department of Islamic Studies, NUML, Islamabad. https://albasirah.numl.edu.pk/
This work is licensed under a Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0)

قرآن فہمی کا تنقیدی جائزہ" تحریر کیا، جس میں ایک فصل مولانا سندھیؒ کا تعارف، ان کے تلامذہ کا تذکرہ اور مولانا سندھیؒ کی تفسیری خدمات پر مبنی ہے۔ یہ مقالہ شعبۂ اسلامیات، پشاور یونیورسٹی سے پروفیسر ڈاکٹر عبدالقادر سلیمان کی زیر نگرانی 2005ء میں تحریر کیا گیا۔

تفسیر المقام المحمود جلد اول بنام المقام المحمود فی تفسیر کتاب اللہ الودود الملقب بمواقف المسترشدین۔ اس جلد میں سورۃ الفاتحہ، سورۃ البقرۃ، سورۃ آل عمران، سورۃ النساء، سورۃ المائدہ کی تفسیر موجود ہے۔ سورۃ الفاتحہ اور سورۃ البقرۃ پر مشتمل حصے کو ڈاکٹر منیر احمد مغل نے پروفیسر عبدالواحد ہالیپوتہ کی زیر نگرانی تحقیقی مطالعہ کر کہ پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی، یہ حصہ مکتبہ رشیدیہ لاہور سے منظر عام پر آیا۔

حافظ احمد خان اعوان نے مقالہ برائے پی ایچ ڈی بعنوان "تفسیر سورۃ یوسف از مولانا عبید اللہ سندھیؒ و مولانا عبد اللہ لغاری کا تقابلی جائزہ" 1989ء میں ڈاکٹر احمد اقبال (پروفیسر شعبہ تقابل ادیان و ثقافت اسلامیہ، جامعہ سندھ) کی زیر نگرانی مکمل کیا، اس میں انہوں نے مولانا عبد اللہ لغاری کی تفسیر روضۃ الانف فی تفسیر سورۃ یوسف اور مولانا سندھیؒ کی تفسیر جس کو مولانا عبد اللہ لغاری نے مرتب کیا، دونوں کا تقابل کیا گیا۔

محمد جاوید شعبہ سیاسیات، جامعہ کراچی سے پی ایچ ڈی کا مقالہ بعنوان "مولانا عبید اللہ سندھیؒ کے سیاسی افکار کا عصر حاضر کے تناظر میں تحقیقی جائزہ" پروفیسر ڈاکٹر تنویر خالد کی زیر نگرانی 2009ء میں تحریر کیا، اس مقالے میں مولاناؒ کے افکار و نظریات کو عصر حاضر کی روشنی میں پیش کیا گیا۔

رشید احمد و جمیل احمد نتکانی، مولانا عبید اللہ سندھیؒ کی قرآنی خدمات کا جائزہ، فکر و نظر، اسلام آباد، ج 56، شمارہ 3، 4۔ اس شمارہ میں مولاناؒ کی تفسیری خدمات کا تعارف پر بحث کی گئی۔

زیر نظر مضمون اس لحاظ سے اہمیت کا حامل ہے کہ مولانا عبید اللہ سندھیؒ کی مذکورہ بالا چار مشہور تفاسیر میں اختیار کردہ منہج کا تفصیلی جائزہ پیش نہیں کیا۔ اس مقالہ میں مولانا عبید اللہ سندھیؒ کی چار مشہور تفاسیر کو منتخب کیا گیا ہے۔ تفاسیر کا مختصر تعارف حواشی میں دیا گیا۔ جبکہ منہج کو بیان کرتے ہوئے بطور دلیل آپؒ کی تفاسیر سے چند مثالیں ذکر کی گئیں۔

4۔ مولانا عبید اللہ سندھیؒ کے تفسیری منہج کا اجمالی جائزہ

ہر صاحب کتاب کسی بھی تحریر میں ایک مخصوص طرز اپناتا ہے، علم تفسیر ایک وسیع ترین موضوع ہے، جو بے شمار علوم کا مجموعہ ہے۔ مفسرین کرام نے قرآن کریم کی تفسیر کے لئے چند اصول متعین کرتے ہیں،[1] جنھیں دوران تفسیر مفسر کا مد نظر رکھنا ایک معتبر اور قابل قبول تفسیر کے لے ضروری ہوتا ہے۔ مولانا سندھیؒ نے تفسیری میدان میں خاص اسلوب تفسیر متعارف کروایا جو دیگر مفسرین کرام کے روایتی انداز تفسیر سے ممتاز نظر آتا ہے۔ آپ پر فکر ولی اللہ کا اثر واضح نظر آتا ہے۔ آپ معاشرے کے معاشی، معاشرتی، سیاسی اور سماجی مسائل کے پہلوؤں کو سامنے رکھتے ہوئے اجتماعیت اور انقلاب کی ضرورت پر زور دیتے ہوئے تاریخی مباحث سے استدلال کرتے ہیں۔ ذیل میں اس کا

1۔ مناع بن خلیل القطان، مباحث في علوم القرآن، مکتبۃ المعارف، 1421ھ، ج1، ص342)

Al Baṣīrah, Department of Islamic Studies, NUML, Islamabad. https://albasirah.numl.edu.pk/
This work is licensed under a Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0)

اجمالاً ذکر کیا جاتا ہے:

4،1۔ کتب سابقہ سے استدلال

مولانا سندھیؒ اپنی تفاسیر میں بہت سے مقامات پر تورات کے صحائف کا بھی تذکرہ کرتے ہیں اور قرآن کریم کی کچھ تعلیمات کے ساتھ تورات کی مشابہت کو واضح کرتے ہیں، مثلاً: سورۃ البقرۃ کے تعارف میں فرماتے ہیں: سورۃ البقرۃ تورات کے صحائف کی مانند ہے۔[1] الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ[2] آپؒ اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں: "رحمٰن کی محبت باپ کی محبت کی مانند ہے، باپ کی اسی شفقت کی بناء پر عیسائی خدا کو باپ اور ہندو ماں کو ماتا دیوی سے تشبیہ دیتے ہیں"۔[3]

مفسرین کرام کی تفاسیر میں اس آیت کے ضمن میں اللہ تعالیٰ کی صفت الرحمٰن الرحیم کو بیان کیا گیا جبکہ آپؒ کی اس تشریح سے اس بات کی تائید ملتی ہے کہ عیسائیوں کا خدا کو باپ سے تعبیر کرنے کی وجہ خدا کا باپ کی طرح رحیم ہونا ہے اسی طرح ہندومت کا بھی تذکرہ کیا۔ خدا کی شفقت و محبت کی بدولت ان مذاہب میں یہ تعبیرات پائی جاتی ہیں۔ گویا خدا تعالیٰ کی ان صفات کاملہ کی بدولت ان مذاہب میں خداؤں کو باپ یا ماتا دیوی کہا جاتا ہے۔ مولاناؒ اس فکر میں متفرد ہیں۔ اسی طرح عیسائیت کے مذہبی ادب کا ذکر کرتے ہوئے سورۃ الاعلیٰ میں آیت ﴿إِنَّ هَذَا لَفِي الصُّحُفِ الْأُولَى﴾[4] کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

> "تورات کی سب سے پہلی کتاب پیدائش حضرت ابراہیمؑ کا صحیفہ ہے جسے موسیٰؑ نے ابتداء میں رکھا، خروج تک تورات کا حصہ ہیں۔ علماء کو تورات کو سامنے رکھتے ہوئے قرآن کریم کا مطالعہ کرنا چاہیئے۔ بڑے بڑے علماء اپنے مدارس میں بائبل پڑھاتے تھے لیکن بعد کے مسلمانوں نے اس سے غفلت برتی۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ ابراہیمؑ کے صحیفے گم نہیں ہوئے بلکہ ابھی تک موجود ہیں"۔[5]

مولاناؒ اکثر و بیشتر مقامات کا سماوی مذاہب کا تذکرہ ان کے مذہبی لٹریچر اور اس میں موجود تعلیمات کی اہمیت کو بیان کرتے ہیں۔ اسی بحث کے ضمن میں غیر سماوی مذاہب مثلاً ہندومت کا بھی تذکرہ فرماتے ہیں، بعض مقامات پر ان کی تعلیمات کا قرآن کریم سے تقابل کرتے ہیں۔ دیگر مذاہب کے صحائف کے علاوہ سندھیؒ بعض مقامات پر مذاہب کی تاریخ پر بحث کرتے ہوئے اس دین کی اسلام سے نسبت بیان کرتے ہیں۔ مسیحیت سے متعلق فرماتے ہیں:

> "ہم نے حکمت ولی اللہ سے سمجھا ہے کہ وہ خلفاء راشدین کا زمانہ فتنہ تک شمار کرتے ہیں کہ وہ اعمال نبی کا اتمام وہاں تک

1۔ مولانا عبید اللہ سندھی، الہام الرحمٰن فی تفسیر القرآن، مرتب، مولانا موسیٰ جار اللہ، مکتبہ اوراق، لاہور، 2005، ص 75

2۔ الفاتحۃ:2۔ جو رحمن اور رحیم ہے۔

3۔ مولانا عبید اللہ سندھی، المقام المحمود (آخری پارہ)، مکی دار الکتب، لاہور، 2004، ص 263؛ القاء المنان فی تفسیر القرآن، ص 39

4۔ الاعلیٰ:18۔ ترجمہ: یہ بات یقیناً پچھلے (آسمانی) صحیفوں میں بھی درج ہے۔

5۔ مولانا عبید اللہ سندھی، المقام المحمود، ص 99

Al Baṣīrah, Department of Islamic Studies, NUML, Islamabad. https://albasirah.numl.edu.pk/
This work is licensed under a Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0)

سمجھتے ہیں اور دعوت مسیحیت بھی پولس[1] (سینٹ پال) کے بعد ایسی ہے کہ جیسے اسلام فتنہ کے بعد کہ اس کے بعد اس میں غیر صحیح اشیاء شامل ہو جاتی ہیں، لیکن دعوت وسیع ہو جاتی ہے"[2]۔

﴿ يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّخَفِّفَ عَنْكُمْ ۚ وَ خُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِيْفًا ﴾[3] ان آیات مبارکہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں: "قرآن مراتب کی تمیز کرتا ہے، محرمات تورات کی تعلیم کے مطابق و موافق ہیں، ان محرمات کا وجود تورات کی تعلیم میں ہے اور قرآن کریم تورات کی تصدیق کر رہا ہے"۔[4] آپؒ کی تفاسیر میں بعض مقامات پر ان کی اسلام سے مشابہت کی بھی وضاحت ملتی ہے، جیسے ایک مقام پر فرماتے ہیں: ﴿ مَا الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ وَ اُمُّهٗ صِدِّيْقَةٌ كَانَا يَاْكُلٰنِ الطَّعَامَ اُنْظُرْ كَيْفَ نُبَيِّنُ لَهُمُ الْاٰيٰتِ ثُمَّ انْظُرْ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ﴾[5] "مسیحؑ اللہ کے بندے ہیں اور انسان ہیں، ان کی الوہیت کا رد انجیل سے بھی کیا گیا ہے، اسی طرح قرآن نے بھی اس پر اپنی دلیل پیش کی ہے۔ یہ آیت ایک عقیدے کی تنبیہ ہے، اور اس کا اثبات صحائف تورات میں بھی موجود ہے"۔[6] اس طرح سندھی صاحبؒ عیسائیوں کے بعض عقائد کی تردید میں اناجیل اربعہ کی روایات کو پیش کرتے ہیں اور اس کی درست مراد کو بھی واضح کرتے ہیں۔

﴿ يَوْمَ يَجْمَعُ اللّٰهُ الرُّسُلَ فَيَقُوْلُ مَا ذَاۤ اُجِبْتُمْ ---- هٰذَاۤ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴾[7]
سورۃ المائدہ کی ان آیات میں مولانا عبید اللہ سندھیؒ عیسائیوں کے عیسیٰؑ سے متعلق عقیدہ الوہیت کی تردید کرتے ہیں کہ عیسائیوں کا دعویٰ ہے کہ عیسیٰؑ نے اس بات کا اقرار کیا کہ میں خدا ہوں۔ انجیل کے راویوں نے اس کا ذکر کیا ہے، چنانچہ مولاناؒ مسیحی رسم عشائے ربانی[8] کی وضاحت میں متی، مرقس اور لوقا کی آیات پیش کرتے

1۔ پولوس موجودہ عیسائیت کا بانی ہے، اس کا تعلق یہودیت سے تھا، بعد میں عیسائیت میں داخل ہو گیا۔ اس کا اصلی نام ساؤل ہے۔ اس کا تعلق روم کے شہر ترسس سے ہے۔ (مولانا محمد تقی عثمانی، عیسائیت کیا ہے، دارالاشاعت، کراچی، ص 103)

2۔ مولانا عبید اللہ سندھی، الہام الرحمٰن، ص 326

3۔ النساء: 28-23۔ ترجمہ: اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ تمھارے لیے (احکام) کی وضاحت کر دے، اور جو (نیک) لوگ تم سے پہلے گزرے ہیں، تم کو ان کے طور طریقوں پر لے آئے، اور تم پر (رحمت کے ساتھ) توجہ فرمائے، اور اللہ ہر بات کا جاننے والا بھی ہے اور حکمت والا بھی ہے۔

4۔ مولانا عبید اللہ سندھی، الہام الرحمٰن، ص 413

5۔ المائدہ: 75 ترجمہ: مسیح ابن مریم تو ایک رسول تھے، اس سے زیادہ کچھ نہیں، ان سے پہلے (بھی) بہت سے رسول گزر چکے اور ان کی ماں صدیقہ تھیں۔ یہ دونوں کھانا کھاتے تھے۔ دیکھو ہم ان کے سامنے کس طرح کھول کھول کر نشانیاں واضح کر رہے ہیں۔ پھر یہ بھی دیکھو کہ ان کو اوندھے منہ کہاں لے جایا جا رہا ہے۔

6۔ مولانا عبید اللہ سندھی، الہام الرحمٰن، ص 527

7۔ المائدہ: 110-109 (ترجمہ: وہ دن یاد کرو جب اللہ تمام رسولوں کو جمع کرے گا اور کہے گا کہ تمھیں کیا جواب دیا گیا تھا؟ وہ کہیں گے ہمیں کچھ علم نہیں پوشیدہ باتوں کا تمام تر علم تو آپ ہی کے پاس ہے۔ (یہ واقعہ اس دن ہو گا) جب اللہ کہے گا: اے عیسیٰ ابن مریم میرا انعام یاد کرو جو میں نے تم پر اور تیری والدہ پر کیا تھا، جب میں نے روح القدس کے ذریعے تمھاری مدد کی تھے۔ تم لوگوں سے گہوارے میں بات کرتے تھے اور بڑی عمر میں بھی۔)

8 عیسائی مذہب اختیار کرنے کے بعد یہ اہم ترین رسم ہے جسے عیسائی، حضرت عیسیٰ کی قربانی کی یادگار کے طور پر مناتے ہیں۔ بحوالہ: عثمانی، محمد تقی، عیسائیت کیا ہے، دار الاشاعت، کراچی، ص 60

This work is licensed under a Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0)

ہیں۔ مولاناؒ ان روایات انجیل کے بعد اپنا نقطۂ نظر واضح فرماتے ہیں: "ان آیات انجیل میں کہاں درج ہے کہ مسیحؑ نے خود کو خدا قرار دیا، بلکہ انہوں نے جو کلام کیا وہ رحمان کی طرف سے تھا، چنانچہ جو اس میں تحریف کرتے ہیں وہ مسیحؑ کی صحبت سے قاصر تھے"۔[1]

آیت مبارکہ ﴿أُولَٰٓئِكَ الَّذِينَ اشْتَرَوُا الضَّلَٰلَةَ بِالْهُدَىٰ...﴾[2] کے ضمن میں فرماتے ہیں کہ:

"قرآن کریم کا مقصد اجتماعیت کو مضبوط بنیادوں پر استوار کرنا، بد قسمتی سے ہمارے مفسرین اصل بات سے ہٹ گئے، لیکن شاہ ولی اللہؒ نے اپنی کتاب میں مسلمانوں کی قرآن کے خطاب اجتماعیت کی جانب متوجہ کیا"۔[3]

اس آیت کے ضمن میں دیگر مفسرین جیسا کہ ابو جعفر طبریؒ فرماتے ہیں:

"والذي هو أولى عندي بتأويل الآية، ما روينا عن ابن عباس وابن مسعود من تأويلهما قوله: (اشتروا الضلالة بالهدى) : أخذوا الضلالة وتركوا الهدى. وذلك أن كل كافر بالله فإنهمستبدل بالإيمان كفرا، باكتسابه الكفر الذي وجد منه، بدلا من الإيمان الذي أمر به"[4]

عموماً مفسرین کرام اس سے مراد ایمان پر کفر کو ترجیح دینا لیے ہیں، جیسا کہ معارف القرآن از مفتی محمد شفیعؒ[5]، لیکن آپؒ نے اس آیت کی مذکورہ تفسیر فرمائی۔

مولانا سندھیؒ مفسرین کے طریقہ تفسیر پر رد بھی کرتے ہیں، چنانچہ فرماتے ہیں: "ہمارے مفسرین کرام نے یہ طریقہ اپنایا ہے کہ قرآن کریم کے بعض خاص واقعات کو بعض خاص واقعات و اشخاص کے ساتھ خاص کر دیا، چنانچہ مفسرین نے ایسی آیات کی تفسیر شخصی رنگ میں کی ہے جو کہ غلط ہے"۔[6]

آپؒ کے مطابق عمومی طور پر مفسرین کرام تفسیر کرتے ہوئے اپنے حالات و زمانے کے مطابق کرنے کی بجائے قرآن کی تشریح گزشتہ واقعات کے تحت کرتے ہیں، حالانکہ قرآن کریم میں مذکور حالات و واقعات ہر زمانے کے لئے ہیں، یہ ہی وجہ ہے کہ اس کے وہ ثمرات حاصل نہیں ہو رہے جن کی امید کی جاتی ہے۔

1۔ مولانا عبید اللہ سندھی، الھام الرحمٰن، ص545

2البقرۃ:16۔ ترجمہ: یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے ہدایت کے بدلے گمراہی خرید لی ہے لہٰذا نہ ان کی تجارت نفع میں ہوئی اور نہ انہیں صحیح راستی نصیب ہوا۔

3۔ مولانا عبید اللہ سندھی، الھام الرحمٰن، ص192

4۔ ابو جعفر الطبری، جامع البیان فی تاویل القرآن، محقق: احمد محمد شاکر، مؤسسۃ الرسالۃ، ط اول، 1420ھ، ج1، ص315 (ترجمہ: میرے نزدیک اس کی راجح تفسیر ابن عباسؓ، ابن مسعودؓ کا قول ہے کہ: انہوں نے گمراہی کا راستہ پکڑا اور ہدایت کو چھوڑ دیا۔ یہ اس لئے کہ ہر اللہ کا انکار کرنے والا کافر ایمان کو کفر سے بدلتا ہے کہ وہ کفر جس میں پڑا ہوتا ہے۔)

5۔ مفتی محمد شفیع، معارف القرآن، مکتبہ معارف القرآن، کراچی، 2015ء، ج1، ص127

6۔ مولانا عبید اللہ سندھی، قرآنی شعور انقلاب، مکی دار الکتب، لاہور، مارچ 1999ء، ص302

Al Baṣīrah, Department of Islamic Studies, NUML, Islamabad. https://albasirah.numl.edu.pk/
This work is licensed under a Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0)

4.2۔سورتوں کا تعارف اور مرکزی موضوع بیان کرنا

مولاناؒ بعض سورتوں کا تعارف اور اہمیت کو بھی بیان کرتے ہیں، مثلاً: سورۃ البقرۃ کے تعارف میں بیان کرتے ہیں کہ : "سورۃ البقرۃ مدینہ میں نازل ہوئی اور یہ سورت تورات کے صحیفوں کی مانند ہے،اس میں مکی دور کی زندگی کی تعلیم دی گئی ہے"۔[1] اسی طرح سورۃ مطففین کے متعلق بیان فرماتے ہیں:

"یہ سورۃ قیامت کے مضمون کو سمجھاتی ہے اور قیامت کے اس رخ کو واضح کرتی ہے کہ جو انسانی اعمال کے محافظت سے متعلق ہیں"۔[2]

اسی طرح دیگر سورتوں کا تعارف اور اہم مرکزی مضامین کا تذکرہ بطور تمہید کرتے ہیں،ان سورتوں کی اہمیت کو اجاگر کرتے ہیں پھر ان میں موجود تعلیمات کا بھی ذکر فرماتے ہیں۔

4.3۔شاہ ولی اللہؒ کی کتب سے استدلال:

آپؒ نے اپنی تفاسیر میں کتب شاہ ولی اللہؒ سے بطور خاص استدلال کیا ہے، جس کا عملی اظہار آپؒ کی تفاسیر میں بطور خاص ملتا ہے، آپ شاہ صاحب کی کتب سے فکر یا عبارت نقل کرنے کے بعد حوالہ جات بھی تحریر کرتے ہیں۔ چنانچہ صفت الرحمٰن کی تشریح میں فرماتے ہیں:

"بقول امام شاہ ولی اللہؒ کہ اللہ تعالیٰ کی ایک تجلی جس کا تعلق عالم کی تخلیق کے ساتھ ہے۔ کائنات کا مادہ اسی تجلی سے وجود میں آتا ہے" (سطعات، سطعہ سوم)۔[3]

مولانا سندھیؒ نظام کائنات کی بحث کے ضمن میں شاہ ولی اللہؒ سے استدلال کرتے ہوئے نقل فرماتے ہیں:

"ہر شے کسی نہ کسی لحاظ سے مخلوق کے لئے فائدہ مند ہے، کوئی شے بیکار اور فالتو نہیں، جو چیز وجود میں آئی اس کا وجود میں آنا ضروری تھا، کائنات کو جو فائدہ اس شے سے ہو سکتا ہے کسی اور شے سے نہیں ہو سکتا" (حجۃ اللہ البالغہ، ج1، ص17، 23)[4]

حق کی اشاعت اور اس کو اجتماع میں پھیلانے کے لئے پارٹی کی ضرورت پر بحث کرتے ہوئے شاہ ولی اللہ کے اس قول سے استدلا کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"تمام اقوام کو ایک ملت پر جمع کرنے کے لئے جن اصولوں کی ضرورت ہے ان میں ایک یہ ہے کہ امام ایک جماعت کو صحیح پروگرام کی دعوت دے، انھیں غلط کاریوں سے پاک کرے اور انھیں اپنا ایک ہتھیار بنائے اور ان کی مدد سے تمام دنیا سے

1۔مولانا عبید اللہ سندھی، الہام الرحمٰن، ص75

2۔مولانا عبید اللہ سندھی، المقام المحمود، ص65

3۔مولانا عبید اللہ سندھی، قرآنی شعور انقلاب، ص62

4۔مولانا عبید اللہ سندھی، قرآنی شعور انقلاب، ص66

Al Baṣīrah, Department of Islamic Studies, NUML, Islamabad. https://albasirah.numl.edu.pk/
This work is licensed under a Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0)

جنگ کرے اور انھیں تمام دنیا میں پھیلا دے۔ چنانچہ قرآن کریم کے ارشاد "تم بہترین امت ہو جو تمام انسانوں کے لئے پیدا کی گئی" کا یہ ہی مطلب ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ امام تنہاء تمام اقوام سے نہیں لڑ سکتا"۔ (حجۃ اللہ البالغہ، ج 1، ص118)۔[1]

سورۃ الناس کی تفسیر میں انسان کی ارتفاقی زندگی پر بحث کرتے ہوئے شاہ ولی اللہؒ سے استدلال کرتے ہوئے انسانی زندگی کی ترقی کے مراحل کو واضح کرتے ہیں:

"انسان کی ترقی کی مختلف منازل ہیں، انسان دیہاتی زندگی (ارتفاق اول) اور قصبائی زندگی (ارتفاق دوم) سے بلند ہو کر شہری زندگی (ارتفاق سوم اختیار کرتا ہے)۔[2]

آپؒ ایک مقام پر سورۃ المدثر کی تفسیر میں حضور اقدسؐ اور ان کے اصحاب کا ذکر فرماتے ہیں:

"حضور اقدس کی جماعت کے دو حصے بیان کیے گئے ہیں، جن میں جماعت مہاجرین وانصار کی ہے جو پہلے ایمان لائے ان کو حزب اللہ قرار دیا گیا ہے، حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ حضرت عثمان غنیؓ کے دور تک کے زمانے کو خیر القرون قرار دیتے ہیں، یہ ہی وجہ ہے کہ حضرت عثمان غنیؓ کی شہادت تک کا زمانہ سند ہے" (ازالۃ الخلفاء، ص14، 121)۔[3]

مولانا عبید اللہ سندھیؒ کے برعکس دیگر مفسرین کرام درجہ بدرجہ صحابہ تابعین، تبع تابعین کو اپنے لئے عملی نمونہ قرار دیتے ہیں۔ مفسرین کی اس بات کی تائید احادیث مبارکہ سے بھی ہوتی ہے۔

عن عبد الله رضي الله عنه، عن النبي صلى الله عليه وسلم، قال: " خير الناس قرني، ثم الذين يلونهم، ثم الذين يلونهم، ثم يجيء من بعدهم قوم تسبق شهادتهم إيمانهم، وإيمانهم شهادتهم"[4]

ترجمہ: عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سب سے بہتر میرا زمانہ ہے، اس کے بعد ان لوگوں کا جو اس کے بعد ہوں گے پھر جو ان کے بعد ہوں گے اور اس کے بعد ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو قسم سے پہلے گواہی دیں گے کبھی گواہی سے پہلے قسم کھائیں گے۔

اسی طرح بعد میں آنے والے اہل علم خصوصاً امام شاہ ولی اللہ کی کتب: سطعات، حجۃ اللہ البالغہ کے علاوہ بدور بازغہ، تفہیمات الٰہیہ، وغیرہ سے بھی بطور خاص استدلال کرتے ہیں۔

1۔ شعور انقلاب، ص125

2۔ شعور انقلاب، ص279

3۔ شعور انقلاب، ص295

4۔ محمد بن إسماعیل بخاری، صحيح البخاري ، دار طوق النجاۃ، طاولی، ھ1422، کتاب الرقاق، ج3، ص171، رقم الحدیث:2652

Al Baṣīrah, Department of Islamic Studies, NUML, Islamabad. https://albasirah.numl.edu.pk/
This work is licensed under a Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0)

4،4۔ صوفیاء اور حکماء کے اقوال سے استدلال

مولانا عبید اللہ سندھیؒ اپنی تفاسیر میں صوفیاء کے اقوال بھی نقل کرتے ہیں، کبھی کسی لفظ کے معانی کی وضاحت میں اور کبھی کسی معنی کے لئے بطور دلیل ان اقوال کا تذکرہ کرتے ہیں، مثلاً تقوی کے معنی کی وضاحت میں فرماتے ہیں:

"شیخ عبدالقادر جیلانیؒ فرماتے ہیں کہ "تقویٰ کے معنی ہیں إن الله يأ مركم بالعدل"۔"[1]

اسی طرح مولانا صاحبؒ مشہور صوفی شعراء کے اقوال کا بھی تذکرہ کرتے ہیں۔ حکماء کی روحانیت کے بیان میں مولانا جامیؒ کے سفر ترکستان کا واقع نقل کرتے ہیں۔[2] کائنات کی پیدائش سے متعلق حکماء کے اختلاف کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"تخلیق کائنات سے متعلق حکماء کی دو آراء ہیں، امام غزالیؒ کی رائے کے مطابق موجودہ نظام کائنات سے بہتر نظام ممکن نہیں۔ اسی طرح کائنات میں موجود ہر شے نہ اس سے بہتر پیدا ہو سکتی ہے اور نہ اس سے ادنی۔"[3]

ایک اور مقام پر کائنات کی ابتداء اور انتہاء سے متعلق بیان فرماتے ہیں کہ:

"حکماء نے ذکر کیا ہے کہ اس کائنات کی کوئی ابتداء وانتہاء نہیں، ورنہ صفات کا تاثیر سے معطل ہونا لازم آتا ہے، یہ کائنات مختلف ادوار میں منقسم ہے ہر دور سابقہ دور لاحقہ کے لئے علت بنتا ہے، لیکن انسان کو ایک دور کا احاطہ کرنا بھی ممکن نہیں، لیکن جب انسان اللہ تعالٰی کی صفات ازلیت وابدیت پر نظر کر لے تو اپنے دل میں یہ عقیدہ پختہ کر لیتا ہے کہ اللہ تعالی کی صفات کا معطل ہونا ممکن نہیں اس طرح کائنات میں موجود ادوار کا سلسلہ نہ ختم ہونے والا ہے لیکن انسان کو صرف اسی دور کا ہی علم ہو سکتا ہے کہ جس میں وہ موجود ہے"۔[4]

ان کی یہ رائے کلامی اعتبار سے محلِ نظر ہے کیونکہ کائنات کی ابتدا وانتہا ہے اور یہ حادث ہے اور کوئی بھی حادث چیز ہر گز ازلیت وابدیت کے وصف سے متصف نہیں ہو سکتی۔ قرآن کریم میں مذکور ہے: **وَّ يَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَ الْاِكْرَامِ**[5] اسی طرح قرآن کریم میں ایک اور مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے: **لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ لَهُ الْحُكْمُ وَ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ**۔[6] اور یہی تعلیمات حدیث مبارکہ میں بھی پائی جاتی ہیں جیسا کہ:

1۔ مولانا عبید اللہ سندھی، تفسیر المقام المحمود، ص 24

2۔ مولانا عبید اللہ سندھی، المقام المحمود، ص 23

3۔ مولانا عبید اللہ سندھی، المقام المحمود، ص 26

4۔ مولانا عبید اللہ سندھی، الہام الرحمٰن، ص 58

5۔ سورۃ الرحمٰن: 27۔ ترجمہ: اور (صرف) تمھارے پروردگار کی جلال والی، فضل وکرم والی ذات باقی رہے گی۔

6۔ سورۃ القصص: 88۔ ترجمہ: اور اللہ تعالی کے ساتھ کسی اور معبود کو نہ پکارو، اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ ہر چیز فنا ہونے والی ہے، سوائے اس ذات کے، حکومت اسی کی ہے اور اسی کی طرف تمھیں لوٹایا جائے گا۔

Al Baṣīrah, Department of Islamic Studies, NUML, Islamabad. https://albasirah.numl.edu.pk/
This work is licensed under a Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0)

" أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: " أصدق كلمة قالها الشاعر كلمة لبيد: ألا كل شيء ما خلا الله باطل "، وكاد أمية بن أبي الصلت أن يسلم"[1]

آپؒ کی تفاسیر میں حکماء کے اقوال کا بطور خاص اہتمام ملتا ہے، انا قوالکو بعض دفعہ دلیل کے طور پر پیش کرتے ہیں اور کبھی ان اقوال پر کلام کر کے راجح قول بیان کرتے ہیں اور کبھی آراء کو بغیر ترجیح پیش کرتے ہیں۔

4،5۔اجتماعیت اور انقلاب کا تذکرہ

آپؒ اپنی تفاسیر میں نظریہ اجتماعیت اور انقلاب کو جا بجا بیان کرتے ہیں اور آپؒ کی تفسیر کا زیادہ تر حصہ اسی پہلو کے گرد گھومتا ہے۔اس طرح آپ اپنی تفاسیر میں اس بات کو واضح فرماتے ہیں کہ کسی بھی معاشرے کی بقاء و ترقی کے لئے ان دونوں (اجتماعیت اور انقلاب) کا ہونا ضروری ہے، سورہ مجادلہ کی تفسیر کی ابتداء میں بطور مقدمہ اسکی وضاحت میں فرماتے ہیں کہ:

"ہر قبیلے کی اپنی اجتماعیت اسی قبیلے تک محدود ہوتی ہے، جہاں بین القبائل اجتماعیت نہ ہو وہاں اس طرح کی اجتماعیت بہت جلد ختم ہو جاتی ہے اور تفرق پیدا ہونے لگتا ہے۔ہر گھر دوسرے گھر سے جدا ہونے لگتا ہے،اور گھر کے اندر افراد خانہ میں بھی تفرقہ پیدا ہو جاتا ہے۔عرب میں ایسی ہی اجتماعیت کو رسم ظہار اور رسم ایلاء سے توڑا جاتا تھا۔اس طرح قرآن نے اس رسم کو مشروط کر کے اس مضرت کو ختم کر دیا۔حضور اقدس ﷺ بھی اس مضرت کو محسوس کرتے تھے اور چاہتے تھے کہ اس مضرت کو ختم کیا جائے تا کہ اجتماع ملی کو نفع ہو"۔[2]

اپنی تفسیر میں نظریہ اجتماعیت اور اس کے دائرہ کار کی وضاحت کرتے ہیں:

"تمام ادیان میں صرف اسلام اجتماعیت انسانی کے درجہ کمال پر بحث کرتا ہے، قرآن کریم کی پیش کردہ اجتماعیت انسانی کے تین اہم مراکز ہیں، مثلاً دائرہ ربوبیت، دائرہ ملوکیت اور دائرہ الوہیت، اجتماعیت انسانی ان ہی تین دائروں میں گھومتی ہے"۔[3]

سندھی صاحبؒ انقلاب کے عملی اصولوں کی وضاحت کرتے ہوئے شاہ ولی اللہؒ کی کتاب حجۃ اللہ البالغۃ سے لیتے ہوئے فرماتے ہیں:

"جو لوگ اجتماعی رنگ میں سوچتے ہیں ان کے لئے ضروری ہو جاتا ہے کہ حق کی اشاعت اور باطل کو مٹانے میں اپنی پوری

1۔ابن ماجہ، السنن، محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء الكتب العربية، ج2، ص1236، رقم الحدیث: 3757 (البانی نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔) ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سب سے سچی بات جو کوئی شاعر کہہ سکتا ہے وہ لبید شاعر نے کہی "ہاں اللہ کے سوا ہر چیز باطل ہے" اور امیہ بن ابی الصلت مسلمان ہونے کے قریب تھا۔

2 مولانا عبید اللہ سندھی، قرآنی شعور انقلاب، ص169

3 شعور انقلاب، ص277

Al Baṣīrah, Department of Islamic Studies, NUML, Islamabad. https://albasirah.numl.edu.pk/
This work is licensed under a Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0)

کوشش صرف کریں"۔[1]

آپؒ درج ذیل آیات کی تفسیر میں اجتماعیت کی اہمیت کو اجاگر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ :

"قرآن کریم کی سورۃ مائدہ اور سورۃ النساء اجتماعیت سے متعلق بحث کرتی ہیں، ان سورتوں میں اجتماعیت نساء و رجال کے درمیان ربط کی ضرورت اور اہمیت اور اجتماعیت کے اصولوں کا بیان ہے"۔[2]

مولانا سندھیؒ قرآنی شعور انقلاب میں "انقلاب" کا باقاعدہ عنوان باندھتے ہیں اور مختلف مقامات پر سورتوں کے ذیل میں اس کی وضاحت فرماتے ہیں، مثلاً سورۃ العصر کی تفسیر میں نظریہ انقلاب کی وضاحت میں فرماتے ہیں:

"یہ سورت قرآن کی انقلابیت کو پوری طرح سے واضح کرتی ہے، اس سورت میں انقلاب کے اصولوں کو بیان کیا گیا ہے کہ جن پر عمل کر کہ حضور اقدس ﷺ اور ان کے ساتھیوں نے قرآن کی حکومت قائم کی تھی۔"[3]

اسی طرح سندھیؒ عموماً ہر آیت قرآنی میں نظریہ اجتماعیت کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالتے ہیں، اجتماع میں کامیاب ہونے کے اصولوں کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"اگر کوئی شخص درست عقیدے یا علم کو اپنا ایمان بنالے اور اس کے مطابق عمل کرے، ایسا شخص اجتماع میں اس وقت تک کامیاب نہیں ہو سکتا جب تک وہ اپنے جیسے ایمان رکھنے والے اشخاص کو اپنے ساتھ ملانہ لے"۔[4]

انقلاب پیدا کرنے اور اس کے لئے جدوجہد کے ساتھ ساتھ آپؒ اس کے لئے یہ شرط قرار دیتے ہیں کہ انقلاب تب ہی پیدا ہو گا جب اس کے کارکن بلند ہمت ہوں اور اگر انقلابی ضروریات اور مالی ضروریات میں تعارض آئے تو انقلابی ضروریات کو ترجیح دیں۔[5] آپؒ ﴿لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَ الْمَغْرِبِ﴾[6] کے تحت اجتماعیت کی اہمیت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ :

"عام طور پر مسلمان زمانہ نبی ﷺ اور زمانہ تابعین، اصول بنی امیہ، بنی عباس، ایران اور خلفاء ہند پر فخر کرتے ہیں لیکن

---

1 مولانا عبید اللہ سندھی، قرآنی شعور انقلاب، ص119

2 مولانا عبید اللہ سندھی، الہام الرحمٰن، ص286

3۔ مولانا عبید اللہ سندھی، قرآنی شعور انقلاب، ص130

4۔ شعور انقلاب، ص124

5۔ شعور انقلاب، ص159

6۔ البقرۃ:177۔ ترجمہ: نیکی بس یہ ہی تو نہیں کہ اپنے چہرے مشرق یا مغرب کی طرف کر لو، بلکہ نیکی یہ ہے کہ لوگ اللہ پر، آخرت کے دن پر، فرشتوں پر اور اللہ کی کتابوں اور اس کے نبیوں پر ایمان لائیں اور اللہ کی محبت میں اپنا مال رشتہ داروں، یتیموں، مسکینوں، مسافروں اور سائلوں کو دیں، اور غلاموں کو آزاد کرانے میں خرچ کریں، اور نماز قائم کریں اور زکوۃ ادا کریں اور جب کوئی عہد کر لیں تو اپنے عہد کو پورا کرنے کے عادی ہوں اور تنگی اور تکلیف میں نیز جنگ کے وقت صبر واستقلال کے خوگر ہوں، ایسے لوگ ہیں جو سچے (کہلانے کے مستحق) ہیں اور یہ ہی لوگ ہیں جو متقی ہیں۔

Al Baṣīrah, Department of Islamic Studies, NUML, Islamabad. https://albasirah.numl.edu.pk/
This work is licensed under a Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0)

جب وہ یورپ کی ترقی یافتہ مدنیت کو دیکھتے ہیں تو حقارت محسوس کرتے ہیں، لیکن ہم یہ کہتے ہیں کہ اجتماعیت اسلامیہ کے لحاظ سے باقی ملتیں اسلام سے بہت پیچھے ہیں"۔[1]

آپؒ اس آیت کی تفسیر میں اجتماعیت اور انقلاب کے مختلف پہلوؤں پر تبصرہ کرتے ہیں، جبکہ دیگر مفسرین جن میں علامہ ابن کثیر کا اس آیت سے متعلق بیان ذیل میں ذکر کیا جاتا ہے:

"فإن الله تعالى لما أمر المؤمنين أولا بالتوجه إلى بيت المقدس ثم حولهم إلى الكعبة، شق ذلك على نفوس طائفة من أهل الكتاب وبعض المسلمين، فأنزل الله تعالى بيان حكمته في ذلك وهو أن المراد إنما هو طاعة الله عز وجل، وامتثال أوامره، والتوجه حيثما وجه واتباع ما شرع، فهذا هو البر والتقوى والإيمان الكامل، وليس في لزوم التوجه إلى جهة من المشرق أو المغرب بر ولا طاعة إن لم يكن عن أمر الله وشرعه، ولهذا قال ليس البر أن تولوا وجوهكم قبل المشرق والمغرب ولكن البر من آمن بالله واليوم الآخر الآية"[2]

اسی طرح تفسیر طبری میں اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں آتا ہے:

"حدثت عن عمار بن الحسن قال، حدثنا ابن أبي جعفر، عن أبيه، عن الربيع:"أولئك الذين صدقوا" قال، فتكلموا بكلام الإيمان، فكانت حقيقته العمل، صدقوا الله. قال: وكان الحسن يقول: هذا كلام الإيمان، وحقيقته العمل، فإن لم يكن مع القول عمل فلا شيء"[3]

مذکورہ مفسرین اس آیت کے ضمن میں کامل ایمان اور عمل کو اس آیت کا مصداق قرار دیتے ہیں، اسی طرح سندھیؒ اجتماعیت سے مراد ایسا لوگوں کا گروہ لیتے ہیں جو قرآنی انقلاب یعنی ایسا طریقہ کار ہے کہ خرابی پیدا کرنے والی جماعت کے خلاف کوئی صاحب فکر دعوت تبلیغ شروع کرے اور اپنے ارد گرد ایسی جماعت پیدا کرلیتا ہے کہ جو اپنی نصب العین پر اپنا جان مال سب قربان کرنے کے لئے تیار ہو۔[4] اس طرح اس آیت کے ضمن میں سندھیؒ کی بھی مراد قرآنی احکامات پر کامل ایمان کے ساتھ تبلیغ کے ہی لیے گئے ہیں۔

1۔ الھام الرحمٰن، ص195

2۔ ابوالفداء اسماعیل بن عمر بن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، محقق: محمد حسین شمس الدین، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ط اول، 1419ھ، ج1، ص354۔ (ترجمہ: مومنوں کو پہلے تو حکم ہوا کہ وہ بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھیں پھر انہیں کعبہ کی طرف گھما دیا گیا جو اہل کتاب پر اور بعض ایمان والوں پر بھی شاق گزرا پس اللہ تعالیٰ نے اس کی حکمت بیان فرمائی کہ اس کا اصل مقصد اطاعت فرمان اللہ ہے وہ جدھر منہ کرنے کو کہے کرلو، اہل تقویٰ اصل بھلائی اور کامل ایمان یہی ہے کہ مالک کے زیر فرمان رہو، اگر کوئی مشرق کیطرف منہ کرے یا مغرب کی طرف منہ پھیر لے اور اللہ کا حکم نہ ہو تو وہ اس توجہ سے ایماندار نہیں ہو جائے گا بلکہ حقیقت میں باایمان وہ ہے جس میں وہ اوصاف ہوں جو اس آیت میں بیان ہوئے۔)

3۔ محمد بن جریر الطبری، جامع البیان فی تاویل القرآن، مؤسسۃ الرسالۃ، ط اول، 1420ھ، ج3، ص356۔ ترجمہ: ربیع سے "أولئك الذين صدقوا" کے بارے میں مروی ہے کہ صحابہ کرام نے ایمان کی بات کہی جن کی حقیقت عمل پر مبنی تھی، لہذا انھوں نے اللہ کے سامنے سچائی کا مظاہرہ کیا۔ فرماتے ہیں کہ انھوں نے حسن کو یہ کہتے ہوئے سنا: یہ ایمان کی بات ہے، جس کی حقیقت اس پر عمل کرنا ہے، اگر کوئی بلا عمل محض بات ہو تو وہ بات کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔

4۔ شعور انقلاب، ص291

OPEN ACCESS Al Baṣīrah, Department of Islamic Studies, NUML, Islamabad. https://albasirah.numl.edu.pk/
This work is licensed under a Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0)

4،6۔تاریخی مباحث کا اہتمام

آپؒ اپنی تفاسیر میں تاریخ کی اہمیت کے پہلو کو بھی اجاگر کرتے ہیں،بہت سی تاریخی مباحث مثلاً:انسان کی تاریخ،دین اسلام کی تاریخ،قرآن کریم کی تاریخ کو واضح کرتے ہیں۔تاریخ کی اہمیت کو واضح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"اعلیٰ درجے کا علمی استدلال یہ ہے کہ شہادت کے لئے تاریخ کو پیش کیا جائے،لیکن جو لوگ تاریخ کی اہمیت سے ناواقف ہوتے ہیں وہ اس علمی استدلال کی اہمیت کو سمجھ نہیں پاتے،حالانکہ قرآن کریم ایسے تاریخی واقعات اور گزشتہ اقوام کے حالات سے بھرا پڑا ہے،تاریخ واقعات کو محفوظ رکھتی ہے اور ان واقعات کو دھراتی بھی ہے"۔[1]

تفاسیر سندھیؒ میں موضوع تاریخ کو بھی نمایاں انداز میں بیان کیا گیا ہے۔گذشتہ واقعات اور ان کو اپنے لئے مشعل راہ بنانا اور بعض واقعات سے عبرت حاصل کرنا جیسے واقعات کو بطور خاص زیر بحث لایا گیا۔
آپؒ تاریخ اسلام کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالتے ہوئے مختلف سطحوں کے مسائل پر بحث کرتے ہیں۔چنانچہ قومی اور بین الاقوامی ترقی کے اصول بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"تاریخ اسلام کے مطالعے سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضور اقدسﷺ کی بعثت سے حضرت عثمان غنی کی شہادت یا زیادہ سے زیادہ حضرت علی کی خلافت کے ابتدائی دو سال کا زمانہ انقلاب کی تمام شرائط پوری کرتا ہے۔اس زمانے میں قرآنی نظام سیاست، معاشیات اور قرب الٰہی حاصل کرنے کے طریقوں کا نصب العین معین شکل میں ان کے سامنے تھا۔[2] اسی طرح قرآن کریم کا یہ ارشاد:﴿وَالسَّابِقُونَ السَّابِقُونَ أُولَئِكَ الْمُقَرَّبُونَ فِي جَنَّاتِ النَّعِيمِ﴾[3] اس سے مراد مہاجرین اور انصار میں سے ابتدائی مسلمانوں کی وہ مرکزی جماعت تھی کہ جنہوں نے فوجی لائحہ عمل تیار کیا اور عرب،ایران اور روم پر قبضہ کر کہ قومی انقلاب قائم کیا،اسطرح مشرق اور مغرب میں شاندار کامیابیاں حاصل کیں۔آج بھی مسلمان ان ہی اصولوں کو اپنا کر قومی اور بین الاقوامی کامیابیاں حاصل کر سکتے ہیں"۔[4]

تفسیر ابن کثیر میں صاحب تفسیر اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

"المراد بالسابقين هم المبادرون إلى فعل الخيرات كما أمروا، كما قال تعالى: وسارعوا إلى مغفرة من ربكم وجنة عرضها السماوات والأرض (آل عمران:133)وقال تعالى: سابقوا إلى مغفرة من ربكم وجنة عرضها كعرض السماء والأرض (الحديد: 21)وقال فمن سابق في هذه الدنيا وسبق إلى الخير كان في

1۔مولانا عبید اللہ سندھی،قرآنی شعور انقلاب،ص 117،المقام المحمود،ص 194
2۔شعور انقلاب 131
3۔سورۃ الواقعۃ:آیۃ 12۔ترجمہ:اور جو سبقت لے جانے والے ہیں وہ تو ہیں ہی سبقت لے جانے والے،وہی ہیں جو اللہ کے خاص مقرب بندے ہیں،وہ نعمتوں کے باغات میں ہوں گے۔
4۔شعور انقلاب 131

Al Baṣīrah, Department of Islamic Studies, NUML, Islamabad. https://albasirah.numl.edu.pk/
This work is licensed under a Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0)

الآخرة من السابقين إلى الكرامة، فإن الجزاء من جنس العمل، وكما تدين تدان، ولهذا قال تعالى: أولئك المقربون في جنات النعيم۔"[1]

"اللہ تعالیٰ کے فرمان کو آگے بڑھ کر دوسروں پر سبقت کر کہ قبول کرنے والے سب اس میں داخل ہیں، قرآن کریم میں ارشاد ہے: اور اپنے رب کی طرف سے مغفرت اور وہ جنت حاصل کرنے کے لیے ایک دوسرے سے بڑھ کر تیزی دکھاؤ جس کی چوڑائی اتنی ہے کہ اس میں تمام آسمان اور زمین سما جائیں اور وہ ان پرہیز گاروں کے لیے تیار کی گئی ہے (آل عمران: 133) اپنے رب کی بخشش اور جنت کی طرف جلدی کرو جس کا عرض مثل آسمان وزمین کے ہے، پس جس شخص نے دنیا میں نیکیوں کی طرف سبقت کی وہ آخرت میں اللہ کی نعمتوں کی طرف بھی سابق ہی رہے گا۔ ہر عمل کی جزا اسی جنس سے ہوتی ہے، جیسا جو کرتا ہے ویسا ہی پاتا ہے، اسی لیے یہاں ان کی نسبت فرمایا گیا یہ مقربین اللہ ہیں یہ نعمتوں والی جنت میں ہیں۔"

عموماً مفسرین اس آیت کی تفسیر انہی معنوں میں کرتے ہیں جبکہ سندھیؒ اس آیت کی تفسیر تاریخی انداز بیان اپناتے ہوئے کرتے ہیں۔ آپؒ فرماتے ہیں:

مکہ میں بین الاقوامیت اور اس کی ترقی دراصل اس طرح کی بین الاقوامیت کا بیج مکی زندگی میں ہی بو دیا گیا تھا، کیونکہ بلال حبشیؓ، صہیب رومیؓ اور سلیمان فارسیؓ کو اس زمانے میں قریش کا ہم پلہ تسلیم کر لیا گیا تھا۔ ابتدائی مکی زندگی میں جس بین الاقوامیت کی بنیاد اشخاص کی شمولیت سے رکھی گئی تھی اس نے آگے چل کر اقوام کی بین الاقوامیت اختیار کر لی، چنانچہ ایران کو فتح کرنے کے لئے عرب کے ساتھ عراقی نو مسلم بھی شامل ہوئے، رومی فتوحات میں عراقی نو مسلم عربوں کے ساتھ شریک ہوئے، یہ ہی وجہ ہے کہ سورۃ الصف کی درج ذیل آیت میں اشارہ کیا گیا ہے: ﴿يٰأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْٓا اَنْصَارَ اللّٰهِ كَمَا قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ لِلْحَوَارِيّٖنَ مَنْ اَنْصَارِيْٓ اِلَى اللّٰهِ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ فَاٰمَنَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْ بَنِيْٓ اِسْرَآئِيْلَ وَكَفَرَتْ طَّآئِفَةٌ فَاَيَّدْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلٰى عَدُوِّهِمْ فَاَصْبَحُوْا ظَاهِرِيْنَ﴾[2] سورۃ الصف کی اس آیت مبارکہ میں فرمایا گیا کہ ہر قوم کو قرآن حکیم کی دعوت دی گئی اس میں سے جو حصہ اس تحریک میں شامل ہو گیا اس نے اپنی قوم کے ان لوگوں سے جنگ کی جو اس میں شامل نہ ہوئے، اور خدا کی مدد سے مخالفوں پر غالب آ گئی، اس کام میں عربوں نے ان کی راہنمائی کی"۔[3]

سورۃ البقرۃ کی آیت ﴿أُولَئِكَ عَلَى هُدًى مِنْ رَبِّهِمْ﴾[4] کی تفسیر میں آپؒ انسان کی فلاح اور قرآن کریم کے قومی

1۔ تفسیر ابن کثیر، ج8، ص7

2الصف:14۔ ترجمہ: اے ایمان والو تم اللہ کے (دین کے) مددگار بن جاؤ، اسی طرح جیسے عیسیٰ بن مریمؑ نے حواریوں سے کہا تھا کہ: وہ کون ہیں جو اللہ کے واسطے میرے مددگار بنیں؟ حواریوں نے کہا: ہم اللہ کے (دین کے) مددگار ہیں۔ پھر بنی اسرائیل کا ایک گروہ ایمان لے آیا اور ایک گروہ نے کفر اختیار کیا، چنانچہ جو لوگ ایمان لائے تھے ہم نے ان کے دشمنوں کے خلاف ان کی مدد کی، نتیجہ یہ ہوا کہ وہ غالب آئے۔

3۔ شعور انقلاب، ص148

4۔ البقرۃ:5۔ ترجمہ: یہ ہیں وہ لوگ جو اپنے پروردگار کی طرف سے صحیح راستے پر ہیں اور یہ ہی وہ لوگ ہیں جو فلاح پانے والے ہیں۔

Al Baṣīrah, Department of Islamic Studies, NUML, Islamabad. https://albasirah.numl.edu.pk/
This work is licensed under a Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0)

وبین الاقوامی پروگروم پر بحث کرتے ہیں۔ مسلمانوں کے کامیاب لائحہ عمل کی تاریخ پر بحث کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"مسلمان عالمگیر دعوت کے لئے اٹھے، اور پچاس سال کے عرصے میں کامیاب ہو گئے۔اس کے بعد صابی، یہودی اور نصرانی اقوام میں سے جو بھی اپنی دعوت پھیلانے کے لئے اٹھتی ہے وہ قرآن کریم کے پروگرام سے مطابقت کے لئے مجبور ہے"۔[1]

آپؒ ہندوستان کے قانونی اور دینی فساد پر بحث کرتے ہوئے سورۃ البقرۃ کی آیت:﴿بَلٰی مَنْ كَسَبَ سَیِّئَةً وَّاَحَاطَتْ بِهٖ خَطِیْٓـَٔتُهٗ فَاُولٰٓىٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِهُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ﴾[2] کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

"ہندوؤں کی کتابوں میں حق تمام اقسام کے ساتھ موجود ہے، لیکن وہ باطل کے ساتھ خلط ملط ہو چکا ہے۔جب معاشرے میں احسان اور تہذیب کو دین کا نام دے دیا جائے تو یہ دینی فساد کا باعث بنتا ہے۔۔۔میں نے ہندوؤں میں اس بات کا تجربہ کیا ہے کہ ان کا دین باطل ہو چکا ہے حالانکہ یہ بہت بڑا مذہب تھا۔اب ان کی کتب سے حق و باطل کی تمیز کرنا مشکل ہے"۔[3]

آپؒ ہندوستان پر مسلمان حکومت کا تذکرہ درج ذیل آیت﴿وَ مَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ اَنْ یُّذْكَرَ فِیْهَا اسْمُهٗ﴾[4] کے ضمن میں فرماتے ہیں۔آپ کہتے ہیں کہ:

"مسلمانوں کا جب ہندوستان پر قبضہ تھا تو انہوں نے فقہاء کی خرافات سے متاثر ہو کر ہندوؤں کے معابد کا احترام نہ کیا، یہ ہندوستان کے مسلمانوں کی جہالت تھی،ان کے اندر یہ تعصب پایا جاتا تھا کہ وہ مذہب صرف یہود، نصاری یا اسلام کو سمجھتے تھے،اسی تعصب کا آج ہندو انتقام لے رہے ہیں اور مساجد کو برباد کر رہے ہیں"۔[5]

آپؒ اسلامی فتوحات کو مختلف مقامات پر بیان کرتے ہیں۔ جس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ کس طرح حضورؐ نے ایک کامل نظام قائم کیا اور اسلام کو ترقی دی، ہمیں اس سے کیا لائحہ عمل بنانا چاہیے۔سورۃ الم نشرح[6] کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

"حضور اقدسؐ کا مقصد انقلاب پیدا کرنا، غریبوں اور محتاجوں کے حقوق فراہم کرنا تھا۔یہ اہم ذمہ داری حضور قدسؐ نے

1۔الہام الرحمن، ص86

2۔البقرۃ:81۔ترجمہ: کیوں نہیں؟ جو لوگ بھی بدی کماتے ہیں اور ان کی بدی انہیں گھیر لیتی ہے، تو ایسے لوگ ہی دوزخ کے باسی ہیں، وہ ہمیشہ اس میں رہیں گے۔

3۔الہام الرحمن، ص138

4۔البقرۃ:114۔ترجمہ: اس شخص سے بڑا ظالم کون ہو گا جو اللہ کی مسجدوں پر اس بات کی بندش لگا دے کہ ان میں اللہ کا نام لیا جائے۔

5۔الہام الرحمن، س159

6۔انشراح:7۔ترجمہ: یقیناً مشکلات کے ساتھ آسانی بھی ہوتی ہے، لہذا جب تم فارغ ہو جاؤ تو اپنے آپ کو تھکاؤ۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0)

مدینہ منورہ تشریف لاکر سرانجام دی، اس طرح آپ ﷺ نے قومی کام کے بعد انٹر نیشنل کام کی ابتداء کر دی، قیصر وکسریٰ اور گردونواح کے بادشاہان کو اطلاع دی کہ اس پروگرام پر عمل کرو ورنہ ہماری تلوار سے بچ نہیں سکتے۔"[1]

اس آیت کے ذیل میں دیگر مفسرین کے اقوال درج ذیل ہیں:

قوله تعالى: (فإذا فرغت) قال ابن عباس وقتادة: "فإذا فرغت من صلاتك فانصب أي بالغ في الدعاء وسله حاجتك. وقال الكلبي: إذا فرغت من تبليغ الرسالة فانصب أي استغفر لذنبك وللمؤمنين والمؤمنات. وقال الحسن وقتادة أيضا: إذا فرغت من جهاد عدوك، فانصب لعبادة ربك. وعن مجاهد: فإذا فرغت من دنياك، فانصب في صلاتك"[2]

ترجمہ: قتادہ اور ابن عباسؓ نے کہا: جب آپ نماز سے فارغ ہو جائیں تو دعا میں مبالغہ کریں اور اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجت کا سوال کریں، کلبی نے کہا: جب آپ ﷺ رسالت کی تبلیغ سے فارغ ہوں تو اپنے لیے مومنین اور مومنات کے لیے استغفار کریں۔ حسن اور قتادہ نے کہا: جب اپنے دشمنوں کے ساتھ جہاد سے فارغ ہوں تو اپنے رب کی عبادت میں مصروف ہو جائیں۔

4.7۔ سائنسی علوم سے استدلال

آپؒ سورۃ الفلق کی تفسیر میں اجسام کے بننے کے مراحل کو واضح کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "جانداروں میں خلیات کے پھٹنے سے مرکب ابدان پیدا ہوتے ہیں، تمام حیوانات میں خلیات کے پھٹنے سے ہی نشو نما کا عمل ہوتا ہے"۔[3]

اسی طرح ایک مقام پر مولانا سندھیؒ نیکوکار اور بدکار انسانوں کو انسانی اجسام میں موجود خلیات سے تعبیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"افراد انسانی کی مثال ایسے ہے کہ جیسے جسم میں موجود خلیات، ان خلیات میں بہترین اور صالح ترین خلیہ وہ ہے کہ جو بدن انسانی کے طبعی تقاضوں کو پورا کرنے میں زیادہ سے زیادہ مدد کرتا ہے، جو خلیہ اس طرح سے کام نہیں کرتا وہ غیر صالح ہے، کیونکہ وہ جسم انسانی کی خدمت کرنے میں منکر ہے یعنی کافر ہے، لہذا اس سے اس کی بازپرس ہوگی، اس لیے اس کو بازپرس کے لئے جہنم یعنی شفاخانے بھیجا جائے گا"۔[4]

آپؒ مختلف مقامات پر انسان کی ابتدائی تخلیق، کائنات کی ابتداء سے متعلق مباحث کو بیان کرتے ہوئے سائنسی علوم سے مثالیں پیش کرتے ہیں۔

1۔ المقام المحمود، ص142

2۔ القرطبی، جامع الاحکام القرآن (تفسیر قرطبی) دار الکتب المصریۃ، قاہرہ، 1384ھ، ج20، ص109

3۔ شعور انقلاب، 274

4۔ شعور انقلاب، ص337

Al Baṣīrah, Department of Islamic Studies, NUML, Islamabad. https://albasirah.numl.edu.pk/
This work is licensed under a Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0)

4.8۔ سیاسی اور سماجی مباحث

مولانا صاحبؒ سیاسی و سماجی مباحث پر بھی روشنی ڈالتے ہیں، سیاست کے اصول اور سماج میں موجود مسائل پر روشنی ڈالتے ہیں، مثلاً ایک جگہ فرماتے ہیں:

> "ہمارے علماء سیاست کو مذہب سے باہر تلاش کرتے ہیں، شاہ ولی اللہؒ کا سب مسلمانوں پر احسان ہے کہ انہوں نے ہمیں اجتماعی سیاست سمجھادی"۔[1]

آپؒ سورہ اخلاص کی تفسیر میں بطور تمہید ایک سیاسی اور اقتصادی نظام اور کسی بھی معاشرے کے لئے سیاست، اقتصادیات کو اس کا ستون قرار دیتے ہیں، اسی ضمن میں ہندوستان کی سیاسی تاریخ اور فرانس اور برطانیہ کا 1858ء میں مغل حکومت کو ختم کر کہ خود قابض ہو جانے کا ذکر ہے۔اس بحث میں سندھیؒ مسلمانوں کی سیاسی اور فکری شکست اور سترھویں صدی میں یورپی قوتوں کا مسلمانان ہند پر غالب آنے اور ان کو سیاسی اور فکری غلام بنائے جانے کا تذکرہ کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے معاشرے کے افراد اپنی شخصیت کھو بیٹھے۔[2]

مولانا سندھیؒ آیت ﴿وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ﴾[3] کی تفسیر میں کتمان حق پر بحث کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ حق اور باطل کو خلط ملط کر کہ اصلی مقصود کو بھلادیا جاتا ہے، اس بحث میں فرماتے ہیں:

> "کتمان حق کی ایک مثال ہندوستان کے حالات ہیں۔ہندوستان میں مقصود کفار کے غلبے سے نجات ہے، لیکن اس سے اہل علم غافل ہیں، اور رسومات میں بٹے ہوئے ہیں، اب حالات بدل چکے ہیں اور مسلمانوں پر یورپین اقوام کا تسلط ہو چکا ہے"۔[4]

مولانا سندھیؒ اپنی تفسیر میں مختلف مقامات پر سیاسی و سماجی خصوصاً ہندوستان کے تناظر میں اس وقت کے حالات کا تذکرہ کرتے ہیں، سورۃ البقرۃ کی آیت: ﴿نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ اَوْ نُنْسِهَا نَاْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَآ اَوْ مِثْلِهَا ۗ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ﴾[5] اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ جب حکام بدل دیے جاتے ہیں تو قانون بھی بدل دیا جاتا ہے، اس آیت سے مراد اللہ نے قرآن کریم کے نزول سے تورات کو منسوخ کر دیا۔اس آیت کے ضمن میں دیگر مفسرین مثلاً امام قرطبیؒ[6] اور امام جصاصؒ[1] نے نسخ کی بحث کو زیر بحث لایا، لہذا نسخ کی اقسام، حکم اور قرآن میں

1۔ شعور انقلاب، ص 243

2۔ شعور انقلاب، ص 265

3 البقرۃ:42۔ ترجمہ: اور حق کو باطل کے ساتھ گڈمڈ نہ کرو، اور نہ حق بات کو چھپاؤ جبکہ (اصل حقیقت) تم اچھی طرح جانتے ہو۔

4۔ الھام الرحمٰن، ص 112

5 البقرۃ:106۔ ترجمہ: ہم جب بھی کوئی آیت منسوخ کرتے ہیں یا اسے بھلا دیتے ہیں تو اس سے بہتر یا اس جیسی (آیت) لے آتے ہیں، کیا تمھیں یہ معلوم نہیں کہ اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔

6۔ ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن ابی بکر شمس الدین القرطبیؒ، الجامع الاحکام القرآن (تفسیر قرطبیؒ)، ج 2، ص 61

Al Baṣīrah, Department of Islamic Studies, NUML, Islamabad. https://albasirah.numl.edu.pk/
This work is licensed under a Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0)

نسخ کے موضوعات کو زیر بحث لائے ہیں جبکہ اسی آیت کی تفسیر کے ضمن میں سندھیؒ اکبری دور کے ہندوستان کے سیاسی برتری کا تذکرہ کرتے ہیں۔ آپ کہتے ہیں کہ:

"تب انگریز مسلمان قاضیوں سے قانون سیکھتے تھے، لیکن اب وہ دور آ چکا ہے کہ انگریز ہر لحاظ سے قابض ہیں اور خود مسلمانوں کے ذریعے ہی مسلمانوں میں اختلاف پیدا کر رہے ہیں۔"[2]

مولانا سندھیؒ اسلام کی تعلیمات کو حکومت چلانے کے لئے مکمل تعلیم قرار دیتے ہیں، اسی طرح مزید وضاحت آیت﴿وَ لَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَ تُدْلُوْا بِهَآ اِلَى الْحُكَّامِ لِتَاْكُلُوْا فَرِيْقًا مِّنْ اَمْوَالِ النَّاسِ بِالْاِثْمِ وَ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ﴾[3] کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ:

"بعض جاہل اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ اسلام نے ہمارے لئے کوئی مکمل قانون حکومت نہیں چھوڑا۔ ان کا یہ کہنا قرآن پر تدبر نہ کرنے کی وجہ سے ہے، یہ لوگ رشوت ادا کرتے ہیں، حکام سے غریبوں کا مال کھاتے ہیں حکومتوں کو یہ ہی چیز برباد کرتی ہے۔"[4]

آپ نہ صرف سیاسی اور سماجی مسائل پر بحث کرتے ہیں بلکہ ساتھ ساتھ ان مسائل کی وجوہات کا تذکرہ کرنے کے بعد راہِ نجات کے لئے لائحہ عمل بھی پیش کرتے ہیں۔

4،9۔ معاشی اور اقتصادی مسائل سے متعلق مباحث

مولانا سندھیؒ اپنی تفاسیر میں معاشرتی پہلوؤں کے ساتھ ساتھ انسان کی بنیادی ضروریات اور معاش سے متعلق بحث بھی کرتے ہیں، مثلاً ایک جگہ اس حقیقت کو واضح کرتے ہیں:

"کسی بھی اجتماعی تحریک میں کمزوری کی دو وجوہات ہیں، جن میں ایک مالی اشتراک نہ ہونا، جس کی وجہ سے دولت ایک مخصوص طبقے تک محدود رہتی ہے، جس کی بدولت ایک بہت بڑا طبقہ نادار رہ جاتا ہے، جبکہ اجتماع کی اندرونی مضبوطی اور پختگی کے لئے ضروری ہے کہ سارے اجتماع کی بنیادی ضروریات مثلاً خوراک، لباس، مکان، تعلیم اور صحت پوری ہوں، اگر ایسا نہ ہو تو نادار لوگ اپنی ان بنیادی ضروریات کو پورا کرنے میں اس قدر مصروف ہو جاتے ہیں کہ اپنے ایمان کی تکمیل سے قاصر رہ جاتے ہیں اور رفتہ رفتہ تحریک سے کٹ جاتے ہیں جس سے تحریک ہی ختم ہو جاتی ہے"۔[5]

1۔احمد بن علی ابو بکر الرازی الجصاص الحنفی، احکام القرآن، محقق: عبدالسلام محمد علی شاہین، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ط اول، 1415ھ، ج1، ص80

2۔الہام الرحمٰن، ص155

3۔البقرۃ:188۔ ترجمہ: اور آپس میں ایک دوسر کا مال ناحق طریقوں سے نہ کھاؤ، اور نہ ان کا مقدمہ حاکموں کے پاس اس غرض سے لے جاؤ کہ لوگوں کے مال کا کچھ حصہ جانتے بوجھتے ہڑپ کرنے کا گناہ کرو۔

4۔الہام الرحمٰن، 215

5۔شعور انقلاب، ص127

Al Baṣīrah, Department of Islamic Studies, NUML, Islamabad. https://albasirah.numl.edu.pk/
This work is licensed under a Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0)

اس حوالے سے سندھیؒ سورۃ المدثر کی تفسیر میں ہندوستان کی معاشی حالت سے متعلق فرماتے ہیں:

"شاہ ولی اللہؒ نے فرمایا تھا کہ تمھارے اپنے ملک (دہلی) کے امراء اور حکام کی جو حالت ہے اسے دیکھ لو تو تمھیں دوسرے ملکوں (ایران اور رومہ) کے حکام اور امراء کی حالت دیکھنے کی ضرورت نہیں پڑے گی، شاہ ولی اللہؒ کا یہ جملہ آج بھی اتنا ہی درست ثابت ہوا جتنا کہ ان کے زمانے میں تھا۔ آج بھی ہندوستان میں ایک طرف مفلس اور دوسری طرف سرمایا پرست طبقہ ہے، جنہیں انسانی حقوق و فرائض کا کچھ علم نہیں"۔[1]

حالانکہ دیگر مفسرین سورۃ المدثر کی تفسیر میں حضور اقدس ﷺ پر پہلی وحی کے نزول کا واقع بیان کرنے پر اکتفی کرتے ہیں۔ مثلاً تفسیر ابن کثیر میں ہے:

قال جابر: " حدثنا رسول الله صلى الله عليه وسلم، قال: جاورت بحراء شهرا، فلما قضيت جواري نزلت فاستبطنت بطن الوادي، فنوديت فنظرت أمامي وخلفي وعن يميني وعن شمالي فلم أرا أحدا، ثم نوديت فنظرت فلم أر أحدا، ثم نوديت فرفعت رأسي فإذا هو على العرش في الهواء- يعني جبريل صلى الله عليه وسلم- فأخذتني رجفة شديدة، فأتيت خديجة فقلت دثروني، فدثروني فصبوا علي ماء، فأنزل الله عز وجل: يا أيها المدثر. قم فأنذر. وربك فكبر وثيابك فطهر"[2]

ترجمہ: حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں بیان فرمایا کہ: میں نے غار حرا میں ایک ماہ تک اعتکاف کیا جب میں نے اعتکاف کو پورا کر لیا تو میں وہاں سے نیچے اترا میں وادی کے بطن میں پہنچا تو مجھے آواز دی گئی میں نے اپنے سامنے، اپنے پیچھے، اپنے دائیں اور بائیں دیکھا تو میں نے کسی کو نہ دیکھا، مجھے پھر ندا کی گئی میں نے دیکھا تو میں کسی کو نہ دیکھ سکا۔ پھر مجھے ندا کی گئی تو میں نے اپنا سر اٹھایا تو وہ ہوا میں عرش پر متمکن تھا یعنی جرائیلؑ۔ مجھے شدید کپکپی نے گرفت میں لے لیا، میں حضرت خدیجہؓ کے پاس آیا میں نے کہا: مجھے کمبل اوڑھادو، مجھے کمبل اوڑھادو، انھوں نے مجھ پر پانی انڈھیلا تو اللہ تعالی نے آیت مبارکہ: (يا أيها المدثر. قم فأنذر. وربك فكبر وثيابك فطهر) نازل فرمائی۔

سندھی صاحبؒ مسلمانانِ ہند کے اقتصادی حالت کو بھی اجاگر کیا ہے۔ چنانچہ سورۃ اخلاص کی تمہید میں فرماتے ہیں:

"انگریزوں نے ہمیں اپنی اشیاء مہنگے داموں فروخت کیں اور ہماری اشیاء سستے داموں وصول کر کے ہمیں اقتصادی شکست سے دوچار کیا"۔[3]

1۔ شعور انقلاب، ص297

2۔ ابوعبداللہ محمد بن احمد بن ابی بکر القرطبیؒ، الجامع الاحکام القرآن (تفسیر قرطبی)، محقق: أحمد البردوني وإبراهيم أطفيش، دار الکتب المصرية، قاہرہ، طثانیہ، 1384ھ، ج19، ص60

3۔ شعور انقلاب، ص265

Al Baṣīrah, Department of Islamic Studies, NUML, Islamabad. https://albasirah.numl.edu.pk/
This work is licensed under a Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0)

مولانا سندھیؒ کی تفاسیر میں جگہ جگہ مختلف آیات کے ذیل میں مال کی ذخیرہ اندوزی کی ممانعت پیش کرتے ہیں۔ اسی ضمن میں آپ الہام الرحمن میں فرماتے ہیں:

"اجتماعیت صالحہ مال کو کسی ایک مرکز میں جمع نہیں کرتی، بلکہ تمام افراد کو ان کی عمومی حاجات میں مستغنی کرتی ہے"۔[1]

سندھیؒ کی تفاسیر میں مسئلہ معاش اور ضرورت سے زیادہ مال کی ذخیرہ اندوزی کی ممانعت سے متعلق جگہ جگہ بحث ملتی ہے، یہ ہی وجہ ہے کہ "سورۃ الھمزۃ" کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

"جماعتوں کی خرابی سرمایاداری ہے، جب انسان سرمایا کو ہی اپنی زندگی کا مقصود مانے تو اس کی دنیا اور آخرت دونوں تباہ ہوں گے۔ ایسے لوگوں کی اصلاح کے لئے جب ان کے پاس کوئی جاتا ہے تو وہ ان کی باتوں میں محض اپنے سرمائے کی حفاظت کے لئے نقطہ چینی کرتے ہیں، یہ ہی وجہ ہے کہ قرآن نے فرمایا کہ: ﴿وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ﴾"[2]

اس آیت کے ضمن میں عموماً مفسرین کا معاشرتی برائیوں کا تذکرہ ملتا ہے، مثلاً غیبت، طعنہ زنی، عیب جوئی اور بخل جیسی برائیوں کا ذکر ملتا ہے۔ جیسا کہ تفسیر قرآن العظیم کے درج ذیل اقتباس سے واضح ہوتا ہے۔

"قال ابن عباس: همزة لمزة، طعان معياب. وقال الربيع بن أنس: الهمزة يهمزة في وجهه واللمزة من خلفه وقال قتادة: الهمزة واللمزة لسانه وعينه ويأكل لحوم الناس ويطعن عليهم"[3]

ترجمہ: سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے کہ اس سے مراد طعنہ دینے والا غیبت کرنے والا ہے۔ ربیع بن انس رحمہ اللہ کہتے ہیں سامنے برا کہنا تو "هُمَزَ" ہے اور پیٹھ پیچھے عیب بیان کرنا "لُمَزَ" ہے۔ قتادہ رحمہ اللہ کہتے ہیں زبان سے اور آنکھ کے اشاروں سے بندگان اللہ کو ستانا اور چڑانا مراد ہے کہ کبھی تو ان کا گوشت کھائے یعنی غیبت کرے اور کبھی ان پر طعنہ زنی کرے۔

5۔ نتائج تحقیق

مولانا عبید اللہ سندھیؒ کی تفاسیر پر تحقیق کے بعد درج ذیل نتائج اخذ کئے جا سکتے ہیں:

- مولانا عبید اللہ سندھیؒ کا تفسیر میں اختیار کردہ منہج مفسرین کے روایتی اندازِ تفسیر سے مختلف ہے، آپؒ کے اس انداز تفسیر سے علم التفسیر میں ایک نئے انداز کو پذیرائی ملتی ہے۔

1۔ الہام الرحمٰن، ص196
2۔ مولانا عبید اللہ سندھی، تفسیر المقام المحمود، ص196۔ الھمزۃ:1
3۔ ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم (تفسیر ابن کثیر)، ج8، ص457۔

Al Baṣīrah, Department of Islamic Studies, NUML, Islamabad. https://albasirah.numl.edu.pk/
This work is licensed under a Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0)

- سندھیؒ قرآن کریم کی تفسیر میں کتب سابقہ سے استدلال کرتے ہیں، سورتوں کے مرکزی مباحث کا تعارف کراتے ہیں، کتب شاہ ولی اللہؒ، صوفیاء و حکماء کے اقوال سے بھی استدلال کرتے ہیں۔

- آپ کی تفسیر میں تاریخی، سائنسی، سیاسی و سماجی، اور معاشی و اقتصادی مباحث کا تذکرہ بھی جا بجا ملتا ہے۔

- آپؒ کی تفاسیر سے اس بات کی وضاحت ملتی ہے کہ قرآن کریم کا موضوع انسانیت کی ترقی و بقاء کے مختلف پہلوؤں کو اجاگر کرنا ہے، یہ تب ہی ممکن ہے جب قرآنِ کریم کو اہل فکر و دانش اپنے زمانے اور اس کے واقعات اور مسائل کے پیرائے میں سمجھنے اور پیش کرنے کی کوشش کریں۔

- مولانا سندھیؒ کی تفاسیر کا نوے فیصد حصہ انقلاب، اجتماعیت اور ایک ایسی پارٹی یا جماعت کی تشکیل کے گرد گھومتا ہے کہ جس کے ذریعے معاشرے کے غریب افراد کی بنیادی ضروریات روٹی، کپڑا، مکان، صحت، تعلیم وغیرہ کی فراہمی اور ان کے حقوق کا خیال رکھنا یقینی ہو سکے۔ جبکہ آپ کی تفسیر میں افراد کے درمیان دولت کی مساویانہ تقسیم پر جگہ جگہ مختلف سورتوں کے ضمن میں زور دیا گیا ہے۔ اس کی اہم وجہ اجتماعیت کی مضبوطی اور انقلاب ہے۔ ایسی جماعت بنانے اور اس کو مضبوط کرنے کے اصولوں کی وضاحت بھی کئی ایک مقامات پر کی گئی ہے۔

- سندھیؒ کی تفاسیر میں اس دور کے مسلمانان ہند کے سیاسی اور سماجی حالات اور کمزوروں کی جھلک نظر آتی ہے، اپنی تفاسیر میں سندھیؒ ان کے مسائل کا حل اور ان کو مجتمع ہونے اور انقلاب پیدا کرنے کی ترغیب دیتے ہیں۔

- مولانا سندھیؒ کی تفسیر کا زیادہ تر حصہ ان کے اپنے تجربات اور مشاہدات پر مبنی ہے، انہوں نے ان مشاہدات کو آیات کے ضمن میں پیش کیا ہے، اور بیشتر مقامات پر اس کا اقرار بھی کیا ہے، مثلاً قرآنی شعور انقلاب (مکی دار الکتب، لاہور، مارچ 1999ء، ص 253) میں تفسیر سورۃ المنافقون میں یورپی نظام سیاست کے نظم و ضبط سے متعلق اپنے تجربات اور مشاہدات کو واضح کرتے ہیں۔

Al Baṣīrah, Department of Islamic Studies, NUML, Islamabad. https://albasirah.numl.edu.pk/
This work is licensed under a Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0)

سفارشات

یہ تحقیق دیگر محققین اور اہلِ علم کو مزید غور و خوض کے لئے درج ذیل تحقیقی پہلوؤں پر تحقیقات کرنے کی سفارش کرتی ہے تاکہ برِ صغیر سے پیدا ہونے والے اِس علمِ تفسیر کے عالم کی تفسیری خدمات کو مزید اجاگر کر کے پیش کیا جا سکے۔

- آپؒ نے مفسرین کرام کے انداز تفسیر کا مختلف مقامات پر علمی نقد بھی کیا ہے جہاں بعض جگہوں پر آپ کی رائے معاشی و معاشرتی مسائل کے پیش نظر صائب نظر آتی ہے جبکہ کئی ایک مقامات پر آپ تفسیر کرتے ہوئے بظاہر تفسیر کے علاوہ دیگر مباحث زیر بحث لاتے ہیں۔ ایسے مقامات جہاں مولانا سندھیؒ نے مفسرین سے اختلاف رائے کا اظہار کیا ہے پر مزید علمی تحقیق کی ضرورت ہے۔
- اسی طرح موجودہ مسائل کے تناظر میں اس طرح کی تفاسیر تحریر کی جائیں جن میں سیاسی، سماجی، معاشی اور معاشرتی واقعات اور مسائل کو قرآن مجید کے تناظر میں زیرِ بحث لایا جائے۔

Al Baṣīrah, Department of Islamic Studies, NUML, Islamabad. https://albasirah.numl.edu.pk/
This work is licensed under a Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0)